

۳۔ شرح : اے بادل ! خدا نے تجھے موتی برسانے کی خصلت عطا کر دی ہے، لہذا حضور نواب کے دروازے پر بار بار بے ستارہ اور موتی برساتا رہا۔

۴۔ شرح : بارش کی ہر بوند کے ساتھ جو فرشتہ آئے، اس کی زبان پر بے اختیار یہ دعا جاری ہو جائے کہ نواب کلب علی خاں ہزار برس جییں !

اس شعر میں ہر قطرے کے ساتھ ایک فرشتہ آنے کا ذکر کیا گیا ہے، وہ عوام کے اس تصور پر مبنی ہے چونکہ بارش کا ہر قطرہ رحمت لاتا ہے، اس لیے خدا کی طرف سے ایک فرشتہ اس کے ساتھ زمین پر آتا ہے اور رحمت فرشتوں کے ذریعے سے زمین پر آتی ہے۔

۵۔ شرح : یہ بھینے کی جو تجویز کی گئی ہے، وہ ہزار برس تک محدود نہیں، مطلب ہے، کئی ہزار برس بلکہ سو ہزار برس یعنی لاکھ برس جییں۔

۶۔ لغات : قبلہ حاجات : دوسروں کی ضرورتیں پوری کرنے والا۔  
بلاکش : بلائیں جھیلنے اور مصیبتیں برداشت کرنے والا۔

شرح : اے دوسروں کی ضرورتیں پوری کرنے والی بارگاہ کے مالک ! اس بلائیں جھیلنے اور مصیبتیں برداشت کرنے والے یعنی غالب نے پانچ چار برس بڑے عذاب سے کاٹے ہیں اور بہت دکھا اٹھائے ہیں۔

اس شعر میں میرزا غالب نے فسادِ خون اور احتراق کے اس مرض کا ذکر کیا ہے، جو ۱۸۴۲ء میں شروع ہوا اور تقریباً ۱۸۴۵ء تک جاری رہا۔ اس دور کے تمام مکاتیب میں اس مرض کا ذکر تفصیل سے موجود ہے اور ہر مکتوب الیہ کو نہایت دردناک انداز میں مصیبت کی داستان سناتے ہیں۔ وہ پوری تفصیل اس شعر کے انجامز اور تاثیر پر قمران ہے۔ حق یہ ہے کہ جس شخص کو الفاظ کی معنویت اور پیش نظر مطلب کے عین مطابق ترتیت پر غالب کے برابر عبور حاصل نہ ہو، وہ ایسا شعر نہیں کہہ سکتا۔ ایسے اشعار، اشعار نہیں، ادبی معجزے ہوتے ہیں اور غالب کے سوا ایسے ادبی معجزے شاید ہی کہیں مل سکیں۔